سُورَةُ الْجِنِّ

سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۲۸ رُكُوْعَاتُهَا ۲
سورہ جن مکہ میں نازل ہوئی اور اس ہیں	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝١ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے ف پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سوہم

فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝٢ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝٣

اس پر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو ف۲ اور یہ کہ اونچی ہے شان ہمارے رب کی نہیں رکھی اس نے جورو نہ بیٹا ف۲ و

وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝٤ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ

اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا ف۳ اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ بولینگے آدمی اور جن اللہ پر

كَذِبًا ۝٥ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝٦ وَ

جھوٹ ف۵ اور یہ کہ تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کے پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے ف۶ اور

أَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝٧

یہ کہ انکو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ اٹھائیگا اللہ کسی کو ف

(۱) **جنوں کا وجود** جنوں کے وجود اور حقیقت پر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے سورۂ ہذا کی تفسیر میں نہایت مبسوط و مفصل بحث کی ہے۔ اور عربی میں "آکام المرجان فی احکام الجان" اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے جس کو شوق ہو مطالعہ کرے۔ یہاں گنجائش نہیں کہ اس قسم کے مباحث درج کیے جائیں۔

(۲) **جنوں کا قرآن سنکر ایمان لانا** سورۂ "احقاف" میں گذر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کئی جن ادھر کو گزرے اور قرآن کی آواز پر فریفتہ ہو کر سچے دل سے ایمان لے آئے۔ پھر اپنی قوم سے جا کر سب ماجرا بیان کیا۔ کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو (اپنی فصاحت و بلاغت، حسن اسلوب، قوتِ تاثیر، شیریں بیانی، طرز موعظت، اور علوم و مضامین کے اعتبار سے) عجیب و غریب ہے معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اور طالب خیر کا ہاتھ پکڑ کر نیکی اور تقویٰ کی منزل پر پہنچا دیتا ہے اس لیے ہم سنتے ہی بلا توقف اس پر یقین لائے اور ہم کو کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا۔ اب ہم اس کی تعلیم و ہدایت کے موافق عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ ان کے اس تمام بیان کی آخر تک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی فرمائی۔ اس کے بعد بہت مرتبہ جن حضورؐ سے آکر ملے۔ ایمان لائے اور قرآن سیکھا۔

۱ؐ آدمیوں کو۔ ۲ؐ بھیجیگا۔

(۳) **جنّوں کی گمراہی** یعنی جورو بیٹا رکھنا اُس کی عظمت شان کے منافی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جو گمراہیاں آدمیوں میں پھیلی ہوئی تھیں وہ جنّوں میں بھی تھیں (عیسائیوں کی طرح) اللہ کے جورو بیٹا بتاتے تھے۔

(۴) یعنی ہم میں جو بے وقوف ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی لغو باتیں اپنی طرف سے بڑھا کر کہتے تھے اور اُن میں سب سے بڑا بیوقوف ابلیس ہے۔ شاید خاص وہی اس جگہ لفظ "سفیہ" سے مراد ہو۔

(۵) یعنی ہم کو یہ خیال تھا کہ اس قدر کثیر التعداد جن اور آدمی مل کر جن میں بڑے بڑے عاقل اور دانا بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی بات کہنے کی جرأت نہ کریں گے۔ یہی خیال کر کے ہم بھی بہک گئے۔ اب قرآن سُن کر قلعی کھُلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔

(۶) **اکثر عرب جنّوں کے معتقد تھے** عرب میں یہ جہالت بہت پھیلی ہوئی تھی۔ جنّوں سے غیب کی خبریں پوچھتے، اُن کے نام کی نذر و نیاز کرتے چڑھاوے چڑھاتے۔ اور جب کسی قافلہ کا گزر یا پڑاؤ کسی خوفناک وادی میں ہوتا۔ تو کہتے کہ اس حلقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اُس کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنّوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں سے جن اور زیادہ مغرور ہو گئے اور سر چڑھنے لگے۔ دوسری طرف اس طرح کی شرکیات سے آدمیوں کے عصیان و طغیان میں بھی اضافہ ہوا۔ جب انہوں نے خود اپنے اُوپر جنّوں کو مسلط کر لیا۔ تو وہ ان کے اغواء میں کیا کمی کرتے۔ آخر قرآن نے آکر ان خرابیوں کی جڑ کاٹی۔

(۷) **مسلمان جنّوں کا اپنی قوم سے خطاب** مسلمان جن یہ سب گفتگو اپنی قوم سے کر رہے ہیں۔ یعنی جیسا تمہارا خیال ہے، بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو ہرگز قبروں سے نہ اُٹھائیگا۔ یا آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہ کریگا، جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے۔ اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اُس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب دینا ہوگا۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اُسکو بھر رہے ہیں اُس میں چوکیدار سخت اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے ٹھکانوں میں سننے کے

لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي

واسطے پھر جو کوئی اب سُننا چاہے وہ پائے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں **ف۸** اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ بُرا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے

الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ

والوں پر یا چاہا ہے اُنکے حق میں اُنکے رب نے راہ پر لانا **ف۹** اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہیں اور کوئی اس کے سوائے ہم تھے کئی راہ پر

قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى

پھٹے ہوئے **ف۱۰** اور یہ کہ ہمارے خیال میں آگیا کہ ہم چھپ نہ جائینگے اللہ سے زمین میں اور نہ تھکا دینگے اُسکو بھاگ کر **ف۱۱** اور یہ کہ جب ہم نے سُن لی راہ کی بات تو

اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا

ہمنے اُسکو مان لیا **ف۱۲** پھر جو کوئی یقین لائیگا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈریگا نقصان سے اور نہ زبردستی سے **ف۱۳** اور یہ کہ کچھ ہم میں حکم بردار ہیں اور کچھ ہیں

الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴

بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آگئے سو اُنھوں نے اٹکل کر لیا نیک راہ کو

(۸) **آسمان پر جنوں کے لئے پہرے اور انگارے** یعنی ہم اُڑ کر آسمان کے قریب تک پہنچے تو دیکھا کہ آج کل بہت سخت جنگی پہرے لگے ہوئے ہیں جو کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے نہیں دیتے اور جو شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے اُس پر انگارے برستے ہیں۔ اِس سے پیشتر اتنی سختی اور روک ٹوک نہ تھی۔ جن اور شیاطین آسمان کے قریب گھات میں بیٹھ کر اُدھر کی کچھ خبر سُن آیا کرتے تھے۔ مگر اب اس قدر ناکہ بندی اور انتظام ہے کہ جو سننے کا ارادہ کرے فوراً شہاب ثاقب کے آتشیں گولے سے اُس کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ اس کی بحث پہلے سورۂ "حجر" وغیرہ میں گزر چکی وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۹) یعنی یہ جدید انتظامات اور سخت ناکہ بندیاں خدا جانے کس غرض سے عمل میں آئی ہیں۔ یہ تو ہم سمجھ چکے کہ قرآن کریم کا نزول اور پیغمبر عربی کی بعثت اس کا سبب ہوا لیکن نتیجہ کیا ہونے والا ہے؟ آیا زمین والے قرآن کو مان کر راہ پر آئیں گے اور اللہ اُن پر الطاف خصوصی مبذول فرمائیگا؟ یا یہی ارادہ ٹھہر چکا ہے کہ لوگ قرآنی ہدایات سے اعراض کرنے کی پاداش میں تباہ و برباد کیے جائیں؟ اس کا علم اُسی علام الغیوب کو ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

(۱۰) **جنوں کے مختلف فرقے** یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب جن ایک راہ پر نہ تھے، کچھ نیک اور شائستہ تھے، اور بہت سے بدکار و ناہنجار، اُن میں بھی فرقے اور جماعتیں ہونگی۔ کوئی مشرک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی وغیر ذٰلک۔ اور عملی طور پر ہر ایک کی راہ عمل جُدا ہوگی۔ اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ لیکن لوگ ایسے کہاں ہیں کہ سب کے سب حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں لامحالہ اب بھی اختلاف رہیگا۔

(۱۱) یعنی اگر ہم نے قرآن کو نہ مانا تو اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتے۔ نہ زمین میں کسی جگہ چھُپ کر نہ اِدھر اُدھر بھاگ کر یا ہوا میں اُڑ کر۔

(۱۲) **سب سے پہلے ایمان لانے والے جن** یعنی ہمارے لیے فخر کا موقع ہے کہ جنوں میں سب سے پہلے ہم نے قرآن سُن کر بلاتوقف قبول کیا۔ اور ایمان لانے میں ایک منٹ کی دیر نہیں کی۔

(۱۳) یعنی سچے ایماندار کو اللہ کے ہاں کوئی کھٹکا نہیں۔ نہ نقصان کا کہ اُس کی کوئی نیکی اور محنت یونہی رائگاں چلی جائے۔ نہ زیادتی کا کہ زبردستی کسی دوسرے کے جرم اُس کے سر تھوپ دیے جائیں، غرض وہ نقصان تکلیف اور ذلت و رسوائی سب سے مامون و محفوظ ہے۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً

اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے دوزخ کے ایندھن ف۱۴ اور یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے اُن کو پانی

غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۚ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ

بھر کر تاکہ اُن کو جانچیں اس میں ف۱۵ اور جو کوئی مُنہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈال دیگا اُس کو چڑھتے عذاب میں ف۱۶ اور یہ کہ مسجدیں[1]

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ

اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو ف۱۷ اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ ف۱۸ کہ اُسکو پُکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اُس پر

لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

ع ۱ / ۱۹ / ۱۱

ٹھٹھ[2] ف۱۹ تو کہہ میں تو پکارتا ہوں بس اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اُس کا کسی کو ف۲۰ تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا بُرا[3] اور نہ راہ پر لانا ف۲۱

[1] سجدہ کے ہاتھ پاؤں حق اللہ کا ہے۔ [2] جھرمٹ (جھتہ) [3] ضرر۔

(۱۴) یعنی نزول قرآن کے بعد ہم میں دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جنہوں نے اللہ کا پیغام سن کر قبول کیا اور اُس کے احکام کے سامنے گردن جھکا دی۔ یہی ہیں جو تلاش حق میں کامیاب ہوئے۔ اور اپنی تحقیق و تفحص سے نیکی کے راستہ پر پہنچ گئے۔ دوسرا گروہ بے انصافوں کا ہے جو کجروی و بے انصافی کی راہ سے اپنے پروردگار کے احکام کو جھٹلاتا اور اس کی فرمانبرداری سے انحراف کرتا ہے۔ یہ وہ ہیں جن کو جہنم کا کندا اور دوزخ کا ایندھن کہنا چاہیے (تنبیہ) یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام نقل فرمایا جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا آگے حق تعالیٰ اپنی طرف سے چند نصیحت کی باتیں ارشاد فرماتے ہیں۔ گویا "وان لو استقاموا" الخ کا عطف "انہ استمع نفر من الجن" پر ہوا۔ مترجم محقق نے ترجمہ میں اور یہ "حکم آیا" کے الفاظ بڑھا کر بتلا دیا کہ یہاں سے اخیر تک "قل اوحی الی" کے تحت میں داخل ہے۔

(۱۵) **ایمان کے دنیوی منافع** یعنی اگر جن و انس حق کی سیدھی راہ پر چلتے تو ہم اُن کو ایمان و طاعت کی بدولت ظاہری و باطنی برکات سے سیراب کر دیتے اور اُس میں بھی اُن کی آزمائش ہوتی کہ نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر شکر بجا لاتے اور طاعت میں مزید ترقی کرتے ہیں یا کفران نعمت کر کے اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس وقت مکہ والوں کے ظلم و شرارت کی سزا میں حضور کی دعاء سے کئی سال کا قحط پڑا تھا۔ لوگ خشک سالی سے پریشان ہو رہے تھے، اس لیے متنبہ فرما دیا کہ اگر سب لوگ ظلم و شرارت سے باز آ کر اللہ کے راستہ پر چلیں جیسے مسلمان جنوں نے طریقہ اختیار کیا ہے تو قحط دور ہو اور باران رحمت سے ملک سرسبز و شاداب کر دیا جائے۔

(۱۶) یعنی اللہ کی یاد سے مُنہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ایسے راستہ پر چل رہا ہے جہاں پریشانی اور عذاب ہی چڑھتا چلا آتا ہے۔

(۱۷) **مساجد صرف اللہ کے لیے ہیں** یوں تو خدا کی ساری زمین اس اُمت کے لیے مسجد بنا دی گئی ہے۔ لیکن خصوصیت سے وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عبادت الٰہی کے لیے بنائے جاتے ہیں اُن کو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے وہاں جا کر اللہ کے سوا کسی ہستی کو پکارنا ظلم عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خالص خدائے واحد کی طرف آؤ اور اُس کا شریک کر کے کسی کو کہیں بھی مت پکارو خصوصاً مساجد میں جو اللہ کے نام پر تنہا اُسی کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں۔ بعض مفسرین نے "مساجد" سے مُراد وہ اعضاء لیے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا کے دیے ہوئے اور اُس کے بنائے ہوئے اعضاء ہیں۔ جائز نہیں کہ ان کو اس مالک و خالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکاؤ۔

(۱۸) یعنی بندہ کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۹) **قرآن پڑھنے کے وقت آنحضرتؐ کے گرد ہجوم** یعنی آپ جب کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں تو لوگ ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مؤمنین تو شوق و رغبت سے قرآن سننے کی خاطر، اور کفار عداوت و عناد سے آپ پر ہجوم کرنے کے لیے۔

(۲۰) **کفار سے آنحضرتؐ کی دو ٹوک گفتگو** یعنی کفار سے کہہ دیجیے، کہ تم مخالفت کی راہ سے بھیڑ کیوں کرتے ہو، کونسی بات ایسی ہے۔ جس پر تمہاری خفگی ہے۔ میں کوئی بُری اور نامعقول بات تو نہیں کہتا۔ صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کا شریک کسی کو نہیں سمجھتا، تو اس میں لڑنے جھگڑنے کی کونسی بات ہے اور اگر تم سب مل کر مجھ پر ہجوم کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو میرا بھروسہ اکیلے اُسی خدا پر ہے جو ہر قسم کے شرکت سے پاک اور بے نیاز ہے۔

(۲۱) یعنی میرے اختیار میں نہیں کہ تم کو راہ پر لے آؤں۔ اور نہ آؤ تو کچھ نقصان پہنچا دوں سب بُرائی بھلائی اور سود و زیاں اُسی خدائے واحد کے قبضہ میں ہے۔

قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ

تو کہہ مجھ کو نہ بچائیگا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اُسکے سوائے کہیں سرک رہنے کو جگہ ف۲۲ مگر پہنچانا ہے اللہ کی

اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤی

طرف سے اور اُسکے پیغام لانے ف۲۳ اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اُسکے رسول کا سو اُسکے لیے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اُس میں ہمیشہ ف۲۴ یہاں تک

اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ

کہ جب دیکھیں گے جو کچھ اُن سے وعدہ ہوا تب جان لینگے کس کے مددگار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے ف۲۵ تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے

مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ

جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کردے اس کو میرا رب ایک مدت کے بعد ف۲۶ جاننے والا بھید کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو

ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ

پسند کر لیا کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اُس کے آگے اور پیچھے چوکیدار ف۲۷ تا کہ جانے کہ

قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے ف۲۸ اور قابو میں رکھا ہے جو اُنکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی ف۲۹

(۲۲) **نفع و ضرر میرے قبضے میں نہیں ہے** یعنی تم کو نفع نقصان پہنچانا تو کجا، اپنا نفع و ضرر بھی میرے قبضہ میں نہیں۔ اگر بالفرض میں اپنے فرائض میں تقصیر کروں تو کوئی شخص نہیں جو مجھ کو اللہ کے ہاتھ سے بچالے اور کوئی جگہ نہیں جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کر سکوں۔

(۲۳) یعنی اللہ کی طرف سے پیغام لانا اور اُس کے بندوں کو پہنچا دینا، یہی چیز ہے جو اس نے میرے اختیار میں دی اور یہی فرض ہے جس کے ادا کرنے سے میں اس کی حمایت اور پناہ[1] میں رہ سکتا ہوں۔

(۲۴) یعنی تمہارے نفع نقصان کا مالک میں نہیں۔ لیکن اللہ کی اور میری نافرمانی کرنے سے نقصان پہنچنا ضروری ہے۔

(۲۵) یعنی تم جو جتھے باندھ کر ہم پر ہجوم کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُس کے ساتھی تھوڑے سے آدمی ہیں وہ بھی کمزور تو جب وعدہ کا وقت آئیگا اُس وقت پتہ لگیگا کہ کس کے ساتھی کمزور اور گنتی میں تھوڑے تھے۔

(۲۶) **قیامت کا علم انبیاء کو بھی نہیں** یعنی اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وعدہ جلد آنے والا ہے، یا ایک مدت کے بعد۔ کیونکہ قیامت کا وقت معین کر کے اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔ یہ اُن غیوب میں سے ہے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۲۷) **پیغمبروں کا علم غلطی سے پاک ہے** یعنی اپنے بھید کی پوری خبر کسی کو نہیں دیتا۔ ہاں رسولوں کو جس قدر اُن کی شان و منصب کے لائق ہو بذریعہ وحی خبر دیتا ہے۔ اُس وحی کے ساتھ فرشتوں کے پہرے اور چوکیاں رکھی جاتی ہیں کہ کسی طرف سے شیطان اُس میں دخل کرنے نہ پائے۔ اور رسول کا اپنا نفس بھی غلط نہ سمجھے۔ یہی معنی ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو اپنے علوم و اخبار میں، عصمت حاصل ہے، اوروں کو نہیں۔ انبیاء کی معلومات میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔ دوسروں کی معلومات میں کئی طرح کے احتمال ہیں۔ اسی لیے محققین صوفیہ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ولی اپنے کشف کو قرآن و سنت پر عرض کر کے دیکھے۔ اگر اُن کے مخالف نہ ہو تو غنیمت سمجھے۔ ورنہ بے تکلف

[1] پناہ۔

ردکردے۔ (تنبیہ) اس آیت کی نظیر آل عمران میں ہے "وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء" اور کئی سورتوں میں علم غیب کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہیں ہم فوائد میں اس پر مفصل کلام کر چکے ہیں۔ فلیراجع۔

(۲۸) یعنی یہ زبردست انتظامات اس غرض سے کیے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ فرشتوں نے پیغمبروں کو یا پیغمبروں نے دوسرے بندوں کو اُس کے پیغامات ٹھیک ٹھیک بلا کم وکاست پہنچا دیے ہیں۔

(۲۹) **وحی الٰہی میں کوئی تغیر نہیں کر سکتا** یعنی ہر چیز اُس کی نگرانی اور قبضہ میں ہے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وحی الٰہی میں تغیر و تبدل یا قطع و برید کر سکے۔ اور یہ پہرے چوکیاں بھی شانِ حکومت کے اظہار اور سلسلہ اسباب کی محافظت کے لیے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اس کو اُن چیزوں کی کوئی احتیاج نہیں۔

تم سورۃ الجن وللہ الحمد والمنہ